خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ اسوہ تھا کہ بعض دفعہ دعا کے ساتھ ساتھ دوا بھی تجویز فرماتے تھے

مختلف بیماریوں سے شفایابی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف دعاؤں کا تذکرہ

دعا کی قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ کلام الٰہی میں مضطر سے مراد وہ ضرر یافتہ ہیں جو محض ابتلا کے طورپر ضرر یافتہ ہوں نہ کہ سزا کے طور پر

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۲؍جون ۲۰۰۰ء ۲؍احسان ۱۳۷۹ھجری شمسی بمقام بیت السلام۔ برسلز۔ بلجیم

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ .ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ. قَلِيْلاً مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾۔(سورة النمل:٦٣)

یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے۔ اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

یہ عجیب تصرف ہے کہ دو تین دن پہلے لندن میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے ایک دوست کا خط پیش کیا جس میں انہوں نے بڑے زور سے استدعا کی تھی کہ بیماریوں سے شفا پانے سے متعلق بھی تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی احادیث بیان کریں، آپؐ کی دعائیں بیان کریں کیونکہ ہر جگہ لوگوں کو بیماریوں کا سامنا رہتا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اُن الفاظ میں دعا کریں جن الفاظ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اپنوں کی بیماریوں کے لئے شفا کی دعا کیا کرتے تھے اور غیروں کی بیماریوں کی شفا کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس خطبہ کے لئے میں نے پہلے ہی انہیں دعاؤں کا انتخاب کر رکھا تھا جو بیماریوں سے شفا کے متعلق ہیں۔

سو پہلی دعا جو لی گئی ہے وہ مسلم کتاب السّلام باب الطّب و المرض و الرقیّ سے لی گئی ہے۔ یاد رکھیں ہر موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دعائیں ہمیشہ ایک نہیں ہوا کرتی تھیں بلکہ مختلف الفاظ میں آپؐ دعا کیا کرتے تھے اس لئے ان سب دعاؤں کو میں نے یکجا کر دیا ہے اور آپ سب پر منحصر ہے کہ جس دعا سے زیادہ متاثر ہوں اس دعا کو اختیار کر لیں۔ مگر حسب موقعہ مختلف دعائیں استعمال ہو سکتی ہیں اور انسان کا دل خود ہی فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس موقعہ کے لئے مجھے کس دعا کی ضرورت ہے۔

پہلی دعا مسلم کتاب السلام باب الطب سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! کیا آپ بیمار ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا: ہاں میں بیمار ہوں۔ اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ دعا کی: ”اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میں آپؐ پر دم کرتا ہوں۔ وہ آپ کو ہر ایسی بات سے محفوظ رکھے جو نقصان دہ ہے۔ ہر ایک چیز سے بچائے جو دکھ دے سکتی ہے۔ وہ ہر برے شخص کی برائی سے اور حسد کرنے والے کی بد نظری سے آپ کی حفاظت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر میں آپؐ پر دم کرتا ہوں۔

شفا کے لئے دوسری دعائیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مروی ہیں ان میں ایک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے جو ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب کسی بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو اس کے لئے دعا کرتے: ”اے تمام لوگوں کے رب اس کی بیماری دور فرما اور اسے شفا عطا کر کیونکہ شفا عطا کرنے والا تو ہی ہے۔ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ اے تمام لوگوں کے رب! اس کی بیماری دور فرما اور اسے شفا عطا کر کیونکہ شفا عطا کرنے والا تُو ہی ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے۔ ایسی شفا عطا کر کہ کچھ بھی بیماری باقی نہ رہے۔(سنن ابن ماجه۔ کتاب الطّب باب ما عوّذ به النّبی ﷺ وما عوّذبه)

ایک حدیث ابن ماجہ سے لی گئی ہے جس میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بخار جہنم کی لپیٹ سے ہے۔ یعنی ایک قسم کی جہنم ہے آگ سی لگ جاتی ہے بدن کو اس لئے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ آپ عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کی تیمارداری کو گئے اور دعا کی کہ اے اللہ! جو لوگوں کا رب ہے اور لوگوں کا معبود ہے اس تکلیف کو دور فرما دے۔(سنن ابن ماجه کتاب الطّب باب الحمّیٰ من فیح جهنم فابردوها بالماء)

یاد رکھیں آج کل بھی، اس ترقی کے زمانہ میں بھی بعض دفعہ بہت تیز بخاروں سے نپٹنے کے لئے ان کو پانی سے ٹھنڈا کرنے کا طریق ڈاکٹر اختیار کرتے ہیں اور بعض اوقات تو ٹھنڈا پانی ان پر انڈیلا بھی جاتا ہے لیکن جس بخار کا اترنا مقدر نہ ہو وہ باوجود اس کے خواہ ان پر ٹھنڈے پانی کی مشقیں انڈیل دے وہ اترتا نہیں۔ ہم نے خود دیکھا ہے بعض ایسے مریضوں کو جن کے اوپر ڈاکٹر نہایت ٹھنڈا پانی بار بار انڈیلنے کی نصیحت کرتے تھے لیکن ایک ذرہ بھی اس بخار کو فرق نہیں پڑا۔ پس اصل تو دعا ہی ہے جو بخاروں کو ٹھنڈا کر سکتی ہے۔

ایک اور حدیث سنن ابی داؤد کتاب الطب باب کیف الرقی میں درج ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے جو کوئی بیمار ہو یا جس کا بھائی بیمار ہو اسے چاہئے کہ یہ دعا کرے: ”اے ہمارے رب اللہ جو آسمان میں ہے تیرے نام کی تقدیس ہو، تیرا حکم زمین و آسمان پر جاری ہے۔ جیسا کہ تیری رحمت آسمان پر ہے اسی طرح اپنی رحمت زمین پر بھی نازل فرما۔ ہمیں ہمارے گناہ اور ہماری خطائیں معاف فرما۔ تُو تو طیب لوگوں کا رب ہے، اپنی رحمت میں سے رحمت نازل فرما اور اپنی شفا میں سے اس درد کو شفا عطا کر“۔ اگر اسی طرح الحاح اور گریہ وزاری سے کوئی دعا کرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ آنحضرت ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ دم نہ کروں جو میرے پاس جبرئیل لے کر آئے تھے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے والدین آپ پر قربان، کیوں نہیں۔ اس پر آپؐ نے ان الفاظ میں دم کیا، ”اللہ کے نام سے میں تجھے دم کرتا ہوں۔ اللہ تجھے ان تمام بیماریوں سے جو تجھے ہیں شفا دے اور گرہیں باندھ کر پھونکیں مارنے والیوں کے شر اور ہر حاسد کے شر سے جب وہ حسد سے کام لے تجھے محفوظ رکھے“۔ آپ نے یہ دم تین دفعہ کیا۔(سنن ابن ماجه۔ کتاب الطّب باب ما عوّذ به النّبی ﷺ وما عوّذبه)

ایک روایت بخاری کتاب الطب سے لی گئی ہے۔ حضرت عبدالعزیزؓ بیان کرتے ہیں کہ میں

اور ثابت حضرت انس بن مالکؓ کے پاس گئے۔ ثابت نے کہا اے ابو حمزہ میں بیمار ہو گیا ہوں۔ اس پر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا میں تم کو وہ دم نہ کروں جو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے؟ ثابتؓ نے کہا کیوں نہیں؟ اس پر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا "اے اللہ جو لوگوں کا رب ہے تکالیف کو دور کرنے والا ہے تو شفا عطا فرما کیونکہ شفاء دینے والا تو ہی ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ ایسی شفا عطا کر جو بیماری کا نام و نشان تک نہ چھوڑے"۔ (صحیح بخاری کتاب الطب۔ باب رقیة النبی ﷺ)

ایک حدیث ابن ماجہ میں عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں درد کی ایسی حالت میں گیا جس کی وجہ سے مجھے ڈر تھا کہ وہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ اس پر مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جہاں تکلیف ہے وہاں اپنا دایاں ہاتھ رکھو اور سات مرتبہ یہ دعا کرو "اللہ کے نام سے میں اللہ کی عزت و قدرت کا واسطہ دے کر اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس کا مجھے ڈر ہے"۔ میں نے سات دفعہ یہ دعا پڑھی اس پر اللہ تعالیٰ نے مجھے مکمل شفا عطا فرما دی۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الطّب باب ما عوّذ به النّبی ﷺ وَمَا عُوِّذبه)

یہاں احباب کو یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنی چاہئے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ دعاؤں کے بعد دواؤں کی ضرورت نہیں رہتی۔ دعا اپنی جگہ ہے اور دوا اپنی جگہ ہے دونوں خدا ہی کی پیدا کردہ ہیں کوئی دعا کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ اب مجھے کسی دوا کی ضرورت نہیں یہ ایک تکبر ہے کیونکہ نظامِ دعا بھی خدا ہی کا ہے اور نظام دوا بھی خدا ہی کا ہے اور ان میں سے کسی ایک سے اعتناء کی اجازت نہیں۔ یہی طریق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا تھا کہ دعا بھی کرتے تھے اور ساتھ ہی دوا بھی بتاتے تھے اور بہت سی دوائیں آپ کی طرف منسوب ہیں جو آپ نے مختلف بیماروں کو دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہمیشہ بڑی پابندی کے ساتھ دعا کے ساتھ ضرور دوا دیا کرتے تھے۔ ہاں بعض دفعہ آپ کی دعا کی قبولیت کی خبر اسی وقت مل جاتی تھی اس وقت آپ پسند نہیں کرتے تھے کہ بیمار دوا پر اصرار کرے لیکن بعض لوگ ایسا بھی کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو بار بار سمجھایا کہ میں نے دعا کر دی ہے آپ واپس جائیں انہوں نے پھر بھی کہا ہمیں کچھ دوا بھی دیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے بہ کراہت ایک دوا بھی ان کو دے دی مگر آپ کو اس سے پہلے خدا کی طرف سے علم دیا جا چکا تھا کہ یہ بیمار لازماً اچھا ہو جائے گا۔ اسی لئے ہم بھی بڑی پابندی کے ساتھ دوائیں تجویز کرتے ہیں۔ جن جن لوگوں کا بھی مجھے دعا کے لئے خط موصول ہوتا ہے میں جہاں تک مجھ میں توفیق ہو میں ان کو دوا بھی تجویز کر دیتا ہوں یا ان کے خطوط ہمارے جو ماہرین ہیں ہومیو پیتھک کے ان کو بھیج دیتا ہوں کہ وہ غور سے پڑھ کر ان کو مناسب دوا بھی بھیجیں۔ ہاں اگر کبھی دوا مہیا ہی نہ ہو، نا ممکن ہو کہ کوئی دوا حاصل یا استعمال کی جا سکے تو پھر لازماً خدا تعالیٰ بعض دعاؤں میں بھی اتنی برکت رکھ دیتا ہے کہ بغیر کسی دوا کے آناً فاناً مرض دور ہو جاتا ہے۔

اس کا ایک ذاتی تجربہ بھی ایک دفعہ پشاور میں ہوا تھا۔ وہاں اس زمانہ میں غیر احمدی دوستوں کو بلانے کی کھلی اجازت تھی اور بڑی کثرت سے لوگ مسجد میں حاضر ہوتے تھے تاکہ ان کو سوال جواب کا موقع دیا جائے۔ اچانک مجھے اتنی شدید سر درد شروع ہوئی کہ جس کے ساتھ جس طرح میگرین میں الٹی بھی آتی ہے شدید قے کا رجحان تھا اور کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب میں اس طرح کیسے ان کے سامنے کھڑا ہوں گا۔ اگر خدانخواستہ مجھے الٹی آگئی تو وہ سارے کہیں گے کہ دیکھو یہ جھوٹا تھا اس لئے خدا نے اس کو ہمارے سامنے ذلیل کر دیا۔ یہی فکر مجھے دامنگیر تھی جب میں سجدہ میں گیا اور اس وقت میں نے خدا سے دعا کی کہ اے اللہ مجھے شماتت اعداء سے بچا، میں تو صرف تیرا ایک عاجز بندہ ہوں، تیری خاطر ہی یہاں آیا ہوں اس لئے تو اپنے فضل سے اس بلاء کو ٹال دے۔ سجدہ میں دعا کرتا رہا اور اس بات کو بھول ہی گیا کہ مجھے کوئی بیماری بھی تھی۔ جب سجدہ سے سر اٹھایا تو بیماری کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ ایسی شفا ہوئی تھی کہ میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تو میں آپ کو خدا کی قسم کھا کر اپنے ذاتی تجربہ پر یہ بتاتا ہوں کہ جب دوا مہیا نہ ہو سکے اور نا ممکن ہو کہ کوئی دوا استعمال کی جا سکے تو پھر پورے توکل کے ساتھ دعا کریں۔ اگر اضطرار اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا کریں گے تو عجب نہیں کہ خدا اس کو قبول فرمالے۔

ایک حدیث ابن ماجہ سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم بخار کے لئے، تمام قسم کے دردوں کے لئے یہ دعا سکھایا کرتے تھے کہ مریض یہ دعا کرے کہ اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے اس اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں جو بڑی عظمت والا ہے ہر جوش مارنے والی آگ سے اور آگ کی تپش کے شر سے۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب ما یعوّذبه من الحمیٰ)

ایک حدیث ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو بچھو نے ڈنک مارا اور وہ اس رات سو نہ سکا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ فلاں شخص کو بچھو نے ڈنک مارا تھا اور وہ ساری رات سو نہ سکا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کاش کہ وہ شام کے وقت یہ دعا کر لیتا اَعُوذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ کہ میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعہ سے اس کی پیدا کردہ مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو اسے بچھو کا ڈنک مارنا کچھ بھی تکلیف نہ دیتا، یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب رقیة الحیة والعقرب)

اب یہ بھی ایک ایسا موقع ہے جہاں بچھو کے کاٹے کی کوئی دوا معلوم نہیں تھی اور لازماً یہ دعا اگر گریہ وزاری، اخلاص اور الحاح کے ساتھ کی جاتی تو ضرور فائدہ پہنچاتی لیکن ہم نے اپنے تجربہ سے دیکھا ہے کہ دعا کے علاوہ دوا دینا جہاں ممکن ہو وہاں ضرور دینی چاہئے۔

ہمارے ایک ہندو نو مسلم مبلغ درانی صاحب بچھو کے کاٹے اور سانپ کے کاٹے کے لئے ایک دوا میں جو ہومیو پیتھک کی دوا تھی، سارے تھر کے علاقہ میں مشہور ہو گئے تھے۔ وہ دوا جو دیتے تھے چند منٹ میں ہی بچھو کے کاٹے کی تکلیف جو بہت شدید ہوتی ہے آناً فاناً غائب ہو جایا کرتی تھی لیکن میں نے ہی ان کی وقف جدید میں تربیت کی تھی، طبی تربیت بھی اور روحانی تربیت بھی ان کو سمجھایا ہوا تھا کہ دعا کے ساتھ یہ کرنا ہے بغیر دعا کے اللہ کا حکم نہ ہو تو کوئی دوا کام نہیں کرے گی۔

ایک حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دلچسپ حدیث ہے جو حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضوان اللہ علیہم کی دعا سے تعلق رکھتی ہے اور شفا سے تعلق رکھتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں، یہ حدیث صحیح بخاری کتاب المرضیٰ میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخار ہو گیا۔ میں ان دونوں کے پاس عیادت کے لئے گئی۔ میں نے پوچھا: "ابّا آپ کا کیا حال ہے اور اے بلال تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو"۔ وہ کہتی ہیں جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخار ہوتا تو وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

كُلُّ امْرِیءٍ مُصَبَّحٌ فِی اَهْلِهٖ ☆ وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں خوشی خوشی صبح کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق روایت کرتی ہیں کہ وہ جب بخار اتر جاتا تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

اَلَا لَیْتَ شِعْرِی هَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَةً ☆ بِوَادٍ وَحَوْلِیْ اِذْخَرٌ وَجَلِیْلُ
وَهَلْ اَرِدَنْ یَوْماً مِیَاهَ مِجَنَّةٍ ☆ وَهَلْ تَبْدُوَنْ لِیْ شَامَةٌ وَ طَفِیْلُ

کہ کاش کہ میں ایک رات پھر اپنی وادی میں گزاروں جہاں میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہو۔ غالباً یہ وہ دعا ہے جب بخار ہوتا تھا تو یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ کاش میں ایک رات پھر اپنی وادی میں گزاروں جہاں میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہو۔ کیا میں مجنہ چشمہ کے پانی پر پھر کبھی وارد ہو سکوں گا اور کیا شامہ اور طفیل پہاڑ کبھی دیکھ پاؤں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کو ان دونوں کی صورت حال کے متعلق اطلاع کی۔ آپؐ نے دعا کی "اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ کَحُبِّنَا مَکَّةَ" کہ اے اللہ ہمارے لئے مدینہ اسی طرح پیارا کر دے جیسا کہ ہمیں مکہ پیارا ہے۔ دراصل مدینہ میں ملیریا کی وبا بہت عام تھی کیونکہ وہ پانی والا علاقہ تھا اور کثرت سے بڑے مضر مچھر وہاں پیدا ہوتے تھے اور مکہ چونکہ خشک علاقہ تھا وہاں کوئی مچھر نہیں تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اس وقت یہ دعا کی کہ اے اللہ اس کی آب و ہوا کو صحت مند بنا دے اور ہمارے لئے اس کے مُد اور صاع کے پیمانوں میں برکت رکھ دے۔ اور اس کے بخار کو یہاں سے جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاء کے لئے ایک دعا۔ حضرت عائشہ بنت سعد اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے والد نے بتایا کہ میں مکہ میں سخت بیمار ہو گیا اور نبی کریم ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے۔ پھر بیماریاں تو صرف ملیریا ہی نہیں اور بھی بہت قسم کی ہوتی ہیں۔ خشکی کی الگ بیماریاں ہوتی ہیں، پانی والے علاقہ کی الگ۔ تو ایک دفعہ وہ کہتے ہیں میں سخت بیمار ہو گیا۔ آنحضرت

ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے۔ میں نے عرض کی کہ: "اے اللہ کے نبیؐ میں کافی مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک بیٹی وارث ہے"۔ اب یہ جو بیٹیوں کی وراثت کا مسئلہ ہے اس پر بھی اہل فقہ اس حدیث پر غور کریں کیونکہ ان کا عمومی فتویٰ اس حدیث کے فتویٰ کے بالکل خلاف جاتا ہے۔

وہ کہتے ہیں "میں نے عرض کیا میری ایک بیٹی ہے"۔ وہ سمجھتے تھے کہ موت کا وقت اب قریب آچکا ہے اس لئے اب مجھے وصیت ضرور کرنی چاہئے۔ "پس میں اپنے مال کے ۳/۲ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور ۳/۱ اس کے لئے چھوڑ دیتا ہوں"۔ فرمایا: "نہیں"۔ "میں نے عرض کی پھر میں نصف کی وصیت کر دیتا ہوں اور نصف اس کے لئے چھوڑ دیتا ہوں"۔ فرمایا: "نہیں"۔ میں نے عرض کی پھر میں ۳/۱ کی وصیت کرتا ہوں اور ۳/۲، اس کے لئے چھوڑ دیتا ہوں"۔ اب ۳/۱ دین کو دینا اور باقی سارا مال اس بیٹی کو دینا یہ مراد ہے اس سے۔ ۳/۱ کی وصیت کر دیتا ہوں جیسا کہ ہمارے نظام وصیت میں بھی ۳/۱ سے زیادہ خدمت دین میں پیش کرنے کے لئے وصیت نہیں کرنی چاہئے۔ اور ۳/۲ اس کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: "۳/۱ ٹھیک ہے۔ اور ۳/۱ بھی زیادہ ہے"۔ اگر زیادہ اس کے لئے چھوڑ دو تو اور بھی بہتر ہے۔

پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا اور پھر میرے چہرہ اور پیٹ پر اپنا دست مبارک پھیر کر دعا کی اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَاَتْمِمْ لَہٗ ھِجْرَتَہٗ۔ اے اللہ! سعد کو صحت دے اور اس کی ہجرت کو پورا فرما۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اب تک اپنے جگر میں آپؐ کے دست شفقت کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم کتاب المرضیٰ باب وضع الیدعلی المریض)

ایک حدیث سنن ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ میرے پاس آئے جبکہ میں درد میں مبتلا تھا جو مجھے ہلاک کئے جارہا تھا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا اپنا دایاں ہاتھ سات بار پھیرو یعنی مقام ماؤف پر سات بار پھیرو اور یہ دعا کرو "میں اللہ کی عزت اور عظمت اور قدرت اور غلبہ کی پناہ مانگتا ہوں اس شر سے جس میں میں مبتلا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے میری ساری تکلیف دور فرمادی۔ تب سے لے کر میں اپنے اہل وعیال اور دوسروں کو بھی اسی دعا کی نصیحت کرتا چلا آرہا ہوں۔

اب دیکھیں مختلف لوگوں نے مختلف دعائیں سنی تھی اور جب ان کو اپنے حال پر کام کرتے ہوئے دیکھا تو اسی کی نصیحت آگے کرنے لگ گئے۔ یہ رواج انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ آج کل بھی کوئی شخص کسی دوا سے شفا پا جائے تو قطع نظر اس کے کہ وہ دوا کسی دوسرے پر اطلاق بھی پائے گی کہ نہیں ہر ایک مریض کو اسی دوا کی نصیحت کرتا ہے۔ تو یہ عام رسم ہے لیکن اس زمانہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعا سے شفا پاتا تھا وہ رسماً نہیں بلکہ ایک پاک سنت کے طور پر اس دعا کو اپنے ساتھیوں کو اور عزیزوں کے سامنے بیان کیا کرتا تھا۔

ایک روایت بخاری کتاب الجنائز سے لی گئی ہے عن انسٍ رضی اللّٰہ تعالیٰ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا آنحضرت ﷺ کا خادم تھا، وہ بیمار ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اسلام قبول کرنے کے لئے کہا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر ہو گئی تھی کہ یہ مرض الموت ہے اور اس جسمانی مرض سے اس کے شفا پانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ اس وقت آپ کی روحانی شفاء کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور آپؐ نے پسند فرمایا کہ یہ بچہ مرنے سے پہلے مسلمان ہو چکا ہو۔ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اسلام قبول کرنے کے لئے کہا۔ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے باپ نے کہا ابوالقاسم کی اطاعت کرو۔ یعنی معلوم ہوتا ہے دل سے یہودی آنحضرت ﷺ کی صداقت کے قائل تھے یا بہت سے یہودی آپ کی صداقت کے قائل تھے۔ ظاہراً اگرچہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا۔ چنانچہ اِس پر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور ﷺ وہاں سے یہ کہتے ہوئے واپس آئے کہ سب تعریفیں اس اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ کے لئے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچالیا۔

ایک حدیث مسلم کتاب الجنائز میں حضرت یحییٰ بن عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مُردوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سکھایا کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ آپ مُردوں کو کیسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سکھائیں گے۔ مراد اس سے یہی معلوم ہوتی ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس یہودی بچے کی روح کی فکر کی تھی ایسے موقع پر جو مریض مردہ ہی کی طرح ہو چکا ہو اور اس کا مرنا یقینی ہو چکا ہو اس وقت اس کو سب سے بڑی نصیحت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی کرنی چاہئے اور یہی نصیحت اس کو قیامت کے دن خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بچا سکتی ہے۔

ایک روایت ترمذی کتاب الدعوات سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی پر مصیبت آئے تو وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے۔ اور دعا مانگے کہ اے اللہ میں تیرے حضور اپنی مصیبت کو پیش کرتا ہوں تو مجھے اس کا اجر دے اور اس کے بدلہ میں مجھے خیر عطا کر۔ پس جب ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے دعا کی "اے میرے اللہ! میرے اہل کو میرے بدلہ میں اچھا مقام عطا کرنا"۔ جب ان کی وفات ہو گئی تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر یہ دعا کی کہ میں اپنی مصیبت تیرے ہی حضور پیش کرتی ہوں تو مجھے اس کا بہتر اجر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس گریہ وزاری کے ساتھ کی ہوئی دعا کو قبول فرماتے ہوئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک بہت بہتر اجر اس طرح عطا فرمایا کہ ان کی شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ہو گئی۔ اس سے میں استنباط کرتا ہوں کہ حضرت ابوسلمہ کا بہت بڑا مقام تھا کیونکہ بہتر اجر کسی اور صحابی سے شادی کی صورت میں نہیں ہوا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے شادی کی صورت میں عطا ہوا۔

ایک حدیث سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز سے لی گئی ہے۔ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ تو اچھی بات کہو کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پھر جب ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو میں آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے ہیں۔ حضور نے نصیحت فرمائی کہ یہ دعا پڑھو کہ اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ان کا نعم البدل حضرت رسول کریم ﷺ کی صورت میں عطا فرمایا۔

اب جنازوں پر پڑھنے کے لئے جو مختلف دعائیں ہیں ان کا ذکر چلتا ہے۔ بچہ کے لئے دعائے جنازہ۔ بخاری کتاب الجنائز میں حسن بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ بچےّ کی نماز جنازہ پر سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور یہ دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! اس بچہ کو ہمارا پیشرو اور اجر وثواب کا موجب بنا دے"۔ یعنی یہ پہلے آگے جارہا ہے اس کو ہر قسم کا اجر عطا فرما۔

دعائے جنازہ بھی مختلف موقعوں پر مختلف طریق پر ادا کی گئی ہے اور اس وقت جو جماعت میں رائج طریق ہے یہ مختلف احادیث اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مختلف دعاؤں سے اخذ کرتے ہوئے ایک طریق پر نماز جنازہ اخذ کر لیا گیا ہے اور مجھے پورا اطمینان ہے کہ یہی وہ طریق تھا جو سب قسم کے جنازوں پر شہداء پر اور غیر شہداء پر حاضر پر اور غائب پر برابر اطلاق پاتا ہے۔

نمبر ایک دعائے جنازہ۔ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی کی نماز جنازہ پڑھاتے تو یہ دعا کرتے "اے اللہ! ہمارے زندوں اور ہمارے مُردوں کو، ہمارے حاضر اور ہمارے غیر حاضر کو، ہمارے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں کو، ہمارے مردوں اور ہماری عورتوں کو معاف فرمادے۔ اے اللہ! ہم میں سے تُو جس کو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھنا اور ہم میں سے جسے تُو موت دے اسے ایمان پر قائم ہونے کے لئے موت دینا"۔

(مسند احمد بن حنبل ۔ باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)

یہ وہ دعا ہے جو تیسری تکبیر کے بعد مانگی جاتی ہے اور حضور اکرم ﷺ کے الفاظ ہی میں۔ اس میں ترمذی کی روایت میں ایک اور دعا کا اضافی ذکر ہے جس کو ہم اسی طرح آنحضرت ﷺ کی اس دعا کے ساتھ آخر پر پڑھتے ہیں۔ وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ لَاتَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ کہ اے اللہ! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں کسی آزمائش میں نہ ڈالنا۔

ایک اور دعائے جنازہ جو مسند احمد بن حنبل سے ماخوذ ہے وہ یہ ہے کہ علی بن شماخ نے مجھے بتایا کہ میں نے مروان کو دیکھا کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو جنازہ کس طرح ادا کرتے ہوئے سنا۔ اس پر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا "اے اللہ! تو ہی اس مرنے والی جان کا رب ہے اور تُو نے ہی اسے پیدا کیا تھا اور تُو نے ہی اسے اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی تھی اور تُو نے ہی اس کی روح قبض کی ہے اور تُو ہی اس کے باطن اور ظاہر کو جانتا ہے۔ ہم اس کی شفاعت کرتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں، پس تو اس کو بخش دے۔

(مسند احمد بن حنبل ۔ باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)

یہاں شفاعت سے مراد وہ خاص شفاعت نہیں جو اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو کرنے کا حق نہیں۔ یہاں لفظ شفاعت دعا کے معنے میں استعمال ہوا ہے اور اس میں غالباً دعا سے زیادہ زور پایا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث عوف بن مالک سے سنن الترمذی میں مروی ہے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جنازہ پر دعا پڑھتے ہوئے سنا جو مجھے سمجھ آئی آپ کے الفاظ تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَاغْسِلْہُ بِالْبَرَدِ وَاغْسِلْہُ کَمَا یُغْسَلُ الثَّوْبُ ۔ اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اسے اولوں سے غسل دے اور اسے اس طرح دھو ڈال جس طرح کپڑا دھویا جاتا ہے۔ (سنن ترمذی ۔کتاب الجنائز باب مایقول فی الصلاۃ علی المیت) پس یہ دعا بھی دوسری مسنون دعاؤں کے علاوہ ہے۔ یہ بھی جس کو یاد ہو وہ بے شک پڑھے اور یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہی ایک دعا تھی۔

ایک مسلم کتاب الجنائز سے حدیث لی گئی ہے جس میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی آپ نے جو دعا مانگی وہ میں نے یاد کرلی۔ آپ نے دعا کی: "اے ہمارے خدا! تو اس کو بخش دے، اس پر رحم کر، اس کو عافیت دے اور اس کو معاف کر"۔ اس کو عافیت دے ترجمہ دیکھتا ہوں ٹھیک ہے یا نہیں۔ عَافِہٖ سے مراد صرف یہ ہے کہ اس سے درگزر فرما، بخش دے، اس پر رحم کر، اس کو عافیت دے اور اس کو معاف کر۔ اس کی جگہ یعنی اس کا مقام عمدہ اور قابل عزت بنا، اس کی قبر وسیع کر، اس کو پانی اور برف اور اولوں سے غسل دے، اس کو گناہوں اور غلطیوں سے ایسا پاک کر جیسے میلا کپڑا دھونے کے بعد تُو پاک صاف فرما دیتا ہے۔

اب یہاں مُردے کو پانی اور برف سے غسل دینا ہرگز مراد نہیں۔ مراد یہ ہے کہ اس کی روح کو پاک و صاف کردے۔ "اس کو اِس (دنیاوی) گھر کے بدلہ زیادہ بہتر گھر دے۔ اس دنیا کے اہل سے زیادہ بہتر اہل عطا فرما اور دنیا کے ساتھی سے بہتر ساتھی بخش اور اس کو جنت میں داخل کر۔ اسے قبر اور آگ کے عذاب سے بچا"۔ آپکی یہ دعا اتنی پُراثر تھی کہ میں نے، وہ راوی بیان کرتے ہیں، میں نے آرزو کی کہ اے کاش یہ مرنے والا میں ہوتا۔

اس میں ایک بات خاص طور پر توجہ کے لائق یہ ہے کہ یہ جو دعا سکھائی گئی ہے کہ میرے اس دنیا کے ساتھی کے بدلے بہتر ساتھی عطا فرما۔ یہ مراد نہیں کہ انسان اپنی بیوی اپنے خاوند کے لئے اور خاوند اپنی بیوی کے لئے دعا کرے کہ آخر میں ہمارا ساتھ نہ کر بلکہ ان سے بہتر ساتھی عطا فرما۔ بلکہ اس میں گہرا نکتہ یہ ہے کہ ہمارے ساتھی کو اس سے بہت بہتر بنا کے ہمیں عطا کر جیسا یہ اس دنیا میں ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو اس کے سارے نقائص دور فرمادے اور ایک نئے وجود کے طور پر گویا وہ قیامت کے دن ہمیں عطا ہو۔ اس کو جنت میں داخل کر، اسے قبر اور آگ کے عذاب سے بچا۔ یہ وہ دعا تھی جو راوی کہتے ہیں اتنی مؤثر تھی کہ میرے دل سے آرزو اٹھی اے کاش یہ مرنے والا جس کے لئے حضورؑ نے یہ دعا کی ہے، میں ہوتا۔

ایک حدیث مسند احمد بن حنبل سے اخذ کی گئی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب اپنے مردوں کو قبر میں اتارو تو یہ پڑھا کرو: "اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر"۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کی ملت پر ایک دعائیہ کلمہ ہے کہ اے خدا! ہم اس کو اس حال میں اتار رہے ہیں کہ اللہ کا نام لے کر اتارتے ہیں اور اس امید سے کہ تو اسے آنحضرت ﷺ کی ملت میں سے شمار فرما۔

ایک دعا سنن ابی داؤد کتاب الجنائز میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر فرماتے یعنی دوستوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے اپنے بھائی کے لئے بخشش مانگو اور اس کی ثابت قدمی کے لئے دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال وجواب شروع ہونے والا ہے۔ اب اس کے عمل کا دور گزر گیا اب جو بقیہ دور ہے اس میں اس کے لئے اب صرف سوال جواب رہ گیا ہے۔

ایک دعا جو حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ قبرستان میں داخل ہوتے وقت مانگا کرتے تھے وہ اہل قبور وہ اہل قبور کو مخاطب کرتے ہوئے مانگا کرتے تھے۔ مگر یہ مراد نہیں کہ ان سے مانگتے تھے بلکہ ان کے لئے مانگتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مدینہ کی کچھ قبروں کے پاس سے گزرے تو ان کی طرف منہ کر کے کہا: "اے قبروں والو! تم پر سلامتی ہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ۔ اللہ ہمیں بھی بخشے اور تمہیں بھی۔ تم ہمارے پیش رَو ہو اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں۔ (ترمذی کتاب الجنائز) تم پہلے خدا کی آواز پر لبیک کہہ چکے ہو، اس کے حضور حاضر ہو چکے ہو۔ ہم بھی اپنے خدا کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

ایک حدیث حضرت بُرَیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو سکھایا کہ ان میں سے جب کوئی قبرستان میں جائے تو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ضرور کہے۔

تو اس کو تو بہت پکی عادت بنانا چاہئے تمام اہل قبور کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا۔ اب سوال یہ ہے کہ بہت سے قبرستان ایسے ہیں جہاں کافر بھی دفن ہیں، مشرک بھی دفن ہیں، دہریے بھی دفن ہیں تو یہ دعا ان کو بھی لگے گی۔ اصل میں مومن کی طرف سے سب کو السلام ہی کہنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہودیوں کو بھی یہی دعا دیا کرتے تھے۔ آگے ان کی قسمت کہ ان کو یہ دعا لگے یا نہ لگے۔ اگر بدبخت ہونگے تو یہ دعا ان کو نہیں لگے گی کیونکہ دعا قبول کرنا تو اللہ کا کام ہے۔ اس لئے بے دھڑک ہر قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا کرنی چاہئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرْ۔ کوئی بعید نہیں کہ اس میں خدا کے کچھ نیک بندے بھی دفن ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے حق میں یہ دعا قبول فرمالے۔

قبرستان میں داخل ہونے کی ایک اور دعا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں: كان رسولُ الله ﷺ كُلَّمَا كانَ ليلتها مِنْ رَّسُولُ اللّٰه ...... کہ آنحضرت ﷺ آپ کے ہاں جس رات بھی باری ہوتی تھی آپ رات کے آخری حصہ میں البقیع (کے قبرستان) کی طرف نکل جاتے تھے اور کہتے تھے: "اے مومن قوم کے گھر تم پر سلامتی ہو"۔ اب یہاں ہر رات سے میرے خیال میں یہ مراد نہیں کہ لازماً ہر رات رسول اللہ ﷺ جایا کرتے تھے بلکہ بہت سی راتیں مراد ہیں۔ "اے مومن قوم کے گھر تم پر سلامتی ہو۔ اور تم پر وہ وقت آچکا ہے جو کل تمہیں دئے جانے کا پختہ وعدہ تھا اور اللہ نے چاہا تو یقیناً ہم بھی تمہیں سے آملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع الغرقد کے رہنے والوں کو بخش دے"۔ (مسلم، کتاب الجنائز)

ان دعاؤں کے ذکر کے بعد اب میں آخر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات اسی تعلق میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۶ بتاریخ ۲؍مارچ ۱۹۰۸ء میں یہ درج ہے: "یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے جیسا کہ فرمایا اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ"۔

نیز فرمایا: "کلام الٰہی میں لفظ مُضْطَرّ سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلاء کے طور پر ضرر یافتہ ہوں"۔ ضرر یافتہ ابتلاء کے طور پر بھی ہوتے ہیں اور عذاب کے طور پر بھی ہوتے ہیں۔ تو فرمایا یہاں مضطر سے مراد صرف وہ ضرر یافتہ ہیں "جو ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں، نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوحؑ اور قوم لوطؑ اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے ان قوموں کو ہلاک کردیا"۔ (دافع البلاء)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "ایام الصلح" میں یہ تحریر فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بے قراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ۔ پھر جب کہ خدا تعالیٰ نے دعا کی قبولیت اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان کرسکتا ہے کہ دعا کرنے پر کوئی آثار صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے اور محض ایک رسمی امر ہے جس میں کچھ بھی روحانیت نہیں۔ میرے خیال میں ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی سچے ایمان والا ہرگز نہیں کرے گا جبکہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے"۔

یہ مسئلہ بڑی وضاحت سے سمجھنے کے لائق ہے کہ دنیا میں کائنات پر، اپنے نفس پر، آفاق پر غور کرتے ہوئے خدا کی ہستی کے بہت سے دلائل ملتے ہیں۔ لیکن حق الیقین اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب اللہ بولے۔ آپ کو یقین ہو کوئی شخص گھر میں موجود ہے۔ دروازہ کھٹکھٹاتے رہیں، کھٹکھٹاتے رہیں مگر کوئی آواز نہ آئے تو گمان تو ہوگا کہ وہاں موجود ہے لیکن سوفیصدی یقین حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ جب دروازہ کھٹکھٹانے والوں کے جواب میں بولتا ہے اور ان کو خوشخبریاں عطا فرماتا ہے تو پھر ان کا یہ گمان کہ خدا ہے ایک سوفیصد یقین میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

یہ آخری اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک پنجابی مثل کے تعلق میں: "جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا"۔ مجھے یہ یاد پڑتا ہے کہ شاید یہ الہام بھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لیکن اس وقت قطعیت کے ساتھ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ "لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو، دعا کرنا مرنا ہوتا ہے"۔ یعنی دعا میں انسان جس زندگی کی تڑپ کرتا ہے وہ موت اختیار کرنے کے بعد ملتی ہے۔ "اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنے ہیں"۔ یہاں الہام کا ذکر نہیں۔ "اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنے ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے۔ دعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح سے مر جاتا ہے۔ مثلاً ایک انسان ایک قطرہ پانی کا پی کر اگر دعویٰ کرے کہ میری پیاس بجھ گئی ہے یا یہ کہ اسے بڑی پیاس تھی (جو بجھی ہے) تو وہ جھوٹا ہے۔ ہاں اگر پیالہ بھر کر پیوے تو اس بات کی تصدیق ہوگی۔ پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہو کر آستانۂ الٰہی پر گر جاتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے اور الٰہی سنت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خداوند تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اسے جواب دیتا ہے"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۲۰)

یعنی اسے سمجھا دیتا ہے کہ کیوں یہ دعا قبولیت کے لائق نہیں۔ 'جواب دیتا ہے' کا دوسرا معنی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ زبانی بھی اس کو بتادیتا ہے۔ محض اس کے دل کا رجحان نہیں ہوتا کہ دعا قبول ہوگئی۔ بلکہ زبانی بھی اللہ تعالیٰ اسے اطلاع دیتا ہے کہ ہاں میرے بندے تیری دعا قبول ہوگئی ہے۔